

## رسائل وسائل

### بچوں کی تعلیم و تربیت: دواہم پہلو

سوال: میرا بچہ چار سال کا ہے اور اسے اسکول میں داخل کرانا ہے۔ بظاہر یہ کوئی مسئلہ نہیں لیکن میں سوچ سوچ کر پریشان ہو گئی ہوں۔ آپ مجھے کسی ایسے اسکول کا نام بتا دیجیے جہاں بچے کو داخل کرانے سے اس میں آخرت کا تصور دنیا کے تصور پر حادی ہو جائے۔

میں نے حال ہی میں اسلام کا مطالعہ شروع کیا ہے۔ مجھے ایسے لگتا ہے کہ میں نے ساری زندگی ضائع کی ہے۔ اگر ایک شخص پہلے کوئی چیز سیکھ کر اپنے اوپر نافذ کرے اور پھر بچے کو سکھائے تو اس طرح تو بہت وقت لگ جائے گا اور پھر بھی معلوم نہیں کہ بچے کی صحیح تربیت ہو یا نہ ہو۔ ایک بات مجھے اور پوچھنا ہے وہ یہ کہ جیسا کہ اسلام دین فطرت ہے تو اسلامی نقطہ نظر سے کس عمر میں بچے کو ماں سے الگ کر کے اسکول بھجوانا چاہیے؟

جواب: آپ نے دو بڑے اہم سوالات اٹھائے ہیں۔ ایک کا تعلق تربیت اولاد سے ہے اور دوسرا کا خود اپنی تعلیم اور ترکیہ سے۔ دین کے علم کے حصول کے لیے نہ عمر کی کوئی قید ہے نہ وقت کی۔ ایک میں سالہ شخص اگر چاہتا ہو کہ قرآن کریم کو صحیح طور پر پڑھنے اور سمجھنے کے لیے ایک طالب علم کی حیثیت سے حصول علم کرے تو اسلام اس کے اس عمل کو عبادت میں شمار کرتا ہے۔ دین کے علم کو صرف قرآن کریم کی تلاوت یا ترجمہ و تفسیر کی مدد سے پڑھ لینے یا حدیث کی کسی کتاب کا مطالعہ کر لینے یا فقہ کی کسی مستند تحریر کو پڑھ لینے تک محدود کر دینا بھی مناسب نہیں۔ اس لیے کہ قرآن کریم خداونپنے مانے والوں کو نہ صرف کتاب عظیم کے معانی پر غور کرنے اور اس کی تعلیمات کی تطبیق کرنے کا حکم دیتا ہے۔

بلکہ کتابِ کائنات کے مطالعے اور اس پر غور و فکر کرنے کے بعد ان علوم کی تدوین اور حصول کی طرف بھی متوجہ کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات کے نوع، نظم و ضبط اور خوب صورتی میں پوشیدہ اسرار و رموز کہلاتے ہیں۔

آپ کا دین اسلام کا مطالعہ کرنا اور اسلام کو بحثیت نظام حیات سمجھنے کے لیے کوشش کرنا ایک انتہائی قابل تعریف اقدام ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دے کہ آپ قرآن و سنت کے دیے ہوئے نظام حیات کو سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔ اس کام کا آغاز کر دینا سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم ہم پر صرف اسی بات کی جواب دہی عائد کرتا ہے جو ہمارے علم میں ہو۔ اگر آپ نے محض قرآن کریم کی ایک آیت پر غور کیا اور اس کا مفہوم سمجھا تو آپ کی جواب دہی جو کچھ آپ کے علم میں ہے اسی کی ہے۔ اگر آپ اس علم کو آگے نہیں پہنچاتیں تو گرفت ہو گی۔ اس لیے خود حصول علم اور ترقی کرتے وقت اس انتظار میں قطعاً نہ رہیں کہ جب تک سفر علم کو مکمل نہ کر لیا جائے اس وقت تک آپ اپنے بچے کی تعلیم کی اور کے سپرد کر دیں بلکہ جتنا علم ہو اسے اولاد تک پہنچانے میں تاثیر نہ کریں۔ اس طرح خود آپ کو مزید غور کرنے اور اپنی معلومات کو وسیع کرنے کا موقع ملے گا۔

دوسری اہم بات جو آپ نے اپنے خط میں ذکر کی ہے وہ آپ کی یہ خواہش کہ آپ کا بچہ دنیا کے بجائے آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم صحیح معنوں میں آخرت پر ایمان لے آئیں تو دنیا میں برپا ہونے والے بے شمار فتنوں اور فساد سے نجات حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آخرت بنانے کے لیے دنیا کو شیطان پر چھوڑ دیا جائے۔ آخرت کا راستہ دنیا ہی سے گزر کر جاتا ہے اور اگر ہم صراطِ مستقیم کو اختیار کر لیں اور دنیا میں اس پر قائم ہو جائیں تو ان شاء اللہ آخرت کی منزل خود بخود آسان ہو جاتی ہے۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ بچے کو قرآن کریم حفظ کر دینا اس بات کی ضانست ہے کہ وہ آخرت کی طرف خود بخود مائل ہو جائے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ آپ صحت اچھی کرنے کے اصولوں کی ایک کتاب جو فارسی یا ترکی میں لکھی گئی ہو پوری حفظ کر لیں تو کیا اس کا یہ حفظ کرنا آپ کی صحت کو بہتر بنادے گا؟ ہاں، قرآن کریم چونکہ رب کریم کا کلام ہے اس لیے اس کے ہر ہر حرف کا مفہوم سمجھنے بغیر بھی وہ کلامِ اللہ تعالیٰ ہی عرہتا ہے اور اس بنا پر ان کا اجر ہمیں ملتا ہے۔ لیکن جب الکتاب خود

بار بار یہ کہہ رہی ہو کہ اس کے کلمات بعض عربی سمجھنے والے بدوسوں کے حلق سے نیچے نہیں آتی تھے، وہ اسے سنتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں ان کے دل پر تالے پڑے ہوئے ہیں جو اس کلیدِ حیات سے بھی نہیں کھلتے تو اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ نیچے کونہ صرف روایتی دینی علوم بلکہ ان دینی علوم کو صحیح طور پر استعمال کرنے کے لیے وہ علوم بھی سکھانے چاہیں جنہیں بعض سادہ لوح دنیاوی علوم کہتے ہیں۔

آخرت کی کامیابی کے لیے نہ صرف عقیدے کا درست ہونا بلکہ اس کے ساتھ عملی صالح کا اختیار کرنا بھی شرط ہے اور عمل صالح کا مطلب رزق حلال، حلال معاشرت، حلال سیاست، حلال شفاقت اور حلال تفریخ ہے۔ گویا زندگی کے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کی سمجھی ہوئی پدراست کا تابع بنانا۔ یہ کام اسی وقت ہوگا جب آپ کا پچھہ تمام علوم پکھے لیکن اس کا مقصد محض حصول ملازمت نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور رضا کا حصول ہو۔ اس کام کے لیے آپ کو ہر لمحے پچھے کے ساتھ گفتگو کر کے یہ بات ذہن نشین کرانی ہو گی کہ وہ حق امانت اور بلا خوف حق پر عمل کرنے میں فخر محسوس کرے۔

اس طرح اس کی دنیا ان شاء اللہ آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بن سکے گی۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

### ایک نصیحت

س: ہم اکسی کام میں دل نہیں لگتا۔ کامیابی کا یقین نہیں آتا۔ کیا کروں؟

ج: پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین صلاحیتوں سے فواز اے۔ مجھے یقین ہے کہ تم ان شاء اللہ سب کچھ بہت اچھا کرو گے۔ لیکن ایک وفحہ پختہ ارادہ کر لو کہ تم اپنے کام میں لگر ہو گے۔ سیکھی اصل بات ہے۔ کامیابی اور سرت کے حصول کی دو شرائط ہیں: اول، چماری سیکھی/کوشش/شرکت/ موجودگی۔ دوم، اللہ تعالیٰ کی مدد اور رضا مندی۔ اچھی خبر یہ ہے کہ چماری سیکھی کا صرف ایک فی صد ہے جب کہ اللہ کا حمتہ ۹۹ فی صد ہے۔ اس سے بھی اچھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھٹکہ لازماً مل کر رہتا ہے، اس نے اس کی ضمانت دی ہے۔ (فاروق مراد)